آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی سال اوّل مئی 2018 اُردو امتحان کے مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توضیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِّ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طالبِ علموں کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پہ طلبہ کی کارکردگی پر ممتحِنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتحِنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی پارٹ ون کا اردو لازمی پرچہ دوم / II پانچ سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک کے دو جُزو ہیں جب کہ سوال نمبر دو کے تین جُزو ہیں ۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل ' مجموعہ نظم و نثر ' کا احاطہ کرتے ہیں ۔ پرچے کے اس حصّے میں CRQs کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین، چار اور پانچ ERQs ہیں جو بالترتیب تبصرہ نگاری / خلاصہ نگاری، تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہیے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جا سکتا ہے جس سے کسی حاصلِ تعلم \SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی جانچ کی جا سکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے نمبرات / Marks دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ نمبرات / Marks کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضایع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور "کیوں" ، "کیا" اور "کیسے" جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1:
(الف) کہا جاتا ہے کہ 'جان ہے تو جہان ہے' لیکن نام دیو مالی کو اپنے کام سے سچّی لگن کی وجہ سے جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ اپنی رائے دیجیے۔ نیز اس سبق کے مصنف کا نام تحریر کیجیے۔

نوٹ: طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کے عمدہ جوابات تحریر کیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے نہ صرف اپنی رائے کا کھل کر اظہار کیا بلکہ مدلل انداز اپناتے ہوئے بیان کی حمایت یا مخالفت کی۔ کچھ طلبہ نے کام سے سچی لگن کی وجہ سے واقع ہونے والی موت کو خوش نصیبی قرار دیا اور اچھے کاموں کے سبب ہمیشہ زندہ رہنے کی مثالیں دیتے ہوئے اپنی رائے کو ٹھوس بنیادیں فراہم کیں۔ جبکہ کچھ نے کام سے سچی لگن کی حمایت کی لیکن جان سے ہاتھ دھونے کے پہلو کو ناپسندیدہ فعل قرار دیا اور زندگی کی قدر کرنے پر زور دیتے ہوئے اعتدال اور توازن سے کام کرنے کی بات کی۔ نام دیو کی موت کو بہت بڑا نقصان قرار دیتے ہوئے ان پودوں کا بھی ذکر کیا جو ایک بہترین مالی سے محروم ہوئے۔ طلبہ نے مصنف کا نام 'مولوی عبدالحق' بھی درست تحریر کیا۔

مثال نمبر1:

سبق "نام دیو مالی" کے مصنف مولوی عبدالحق ہیں۔
نام دیو مالی نے جو کیا وہ ٹھیک ہیں کیونکہ وہ اپنے کام میں
اتنا مگن ہو گیا تھا کہ اس کو اپنے آس پاس کی کوئی خبر نہ تھی۔
اور یہ ہی اس کی موت کا سبب بنا۔ اس کو چاہیے تھا کہ وہ
اپنے کام میں ضرور مگن رہتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسری
چیزوں پر بھی نظر رکھتا۔ کیوں کہ اس کی اس لاپرواہی کی وجہ
سے اس کی صرف جان گئی بلکہ ان پودوں کا بہتر انداز میں
خیال رکھنے والا بھی کوئی نہیں رہا۔

مثال نمبر2:

اس سبق کے مصنف مولوی عبدالحق ہے۔ انسان کا اس دنیا میں آنے کا ایک خاص
مقصد ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔ ایک نہ ایک دن تو
ہمیں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا ہے اس لیے اگر ہم اپنے مقصد کو پورے لگن
سے کر کے اس راہ راستے پر پہنچا کر جائیں گے تو اللہ بھی ہم سے خوش ہوگا اور اگر اس
مقصد کو پورا کرتے ہمیں ہم جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔
نام دیو مالی نیک تھا اور ہر کسی سے محبت کرتا وہ دوسروں کی اپنی بساط سے بڑھ کر
مدد کرتا تھا اور نیکی اس وقت تک نیکی ہے جب تک انسان کو پتہ نہ چلے کہ وہ کوئی
نیک کام کر رہا ہے۔ نیکی کا کام کرتے ہوئے جان دینا صحیح ہے۔ نام دیو نے ٹھیک کیا۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جس نے نہ صرف مصنف کا نام غلط لکھا بلکہ سوال پر غور کیے بغیر سبق کے متعلق جو معلومات یاد آئیں انھیں تحریری شکل دی۔ سوال کے ذخیرۂ الفاظ طلبہ کے لیے نامانوس تھے۔ طلبہ کلمہ ’امر یہ ‘رائے دینا‘ سے بھی ناواقف نظر آئے اور نام دیو کی ذمہ داریوں سے متعلق غیر ضروری تفصیلات جو پوچھے گئے سوال میں شامل نہیں تھیں تحریر کر ڈالیں۔ مثلاً مقبرے کے گرد و نواح میں موجود باغات کی خوبصورتی کا تذکرہ وغیرہ۔

مثال:

اس سبق میں برتن پھول اور وغیرہ اور اس میں
دلوماں بہت بڑا کام ہے جو پھول کو پانی دار
تھے اور ایک دن پھول کے پانی دلا صحیح ماں اسا
کو کام نہ تھا اس مصنف: سبق کا نام دلوماں
ہے

تجاویز:

- ❖ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ کمرۂ جماعت میں طلبہ کو اپنی رائے کے اظہار کے مواقع فراہم کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔
- ❖ طلبہ کی رہنمائی کی جائے کہ جب رائے یا تبصرہ کرنے کو کہا جائے تو تحریر میں 'میری رائے کے مطابق' یا 'میرے خیال میں' جیسے کلمات خود اعتمادی سے تحریر کریں۔
- ❖ طلبہ کو اپنے خیالات دلائل کے ساتھ بیان کرنے کا موقع دیں اور ان کی تحریر میں وزن اور عمدہ تاثر پیدا کرنے کے لیے مختلف بیانات پر رائے دینے میں رہنمائی دیں۔

سوال نمبر 1:

(ب) سبق 'تحریک' کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ بتائیے کہ سورج پرکاش جیسی ناہموار شخصیت کو بدلنے میں موہن نے کیا کردار ادا کیا؟ **تین** نکات لکھیے۔

نوٹ: طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کے بہتر جوابات دیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے سبق ' تحریک ' کو مدنظر رکھ اور سورج پرکاش کی ناہموار شخصیت میں موہن کی وجہ سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں پر تین نکات تحریر کیے مثلاً موہن کو دکھانے کی خاطر خود کو نظم وضبط کا پابند بنانا، پڑھائی میں دل لگانا اور اپنے دوستوں کی صحبت سے دور رہنا اور موہن کو وقت دینا وغیرہ۔ طلبہ دونوں کرداروں سے اچھی طرح واقف نظر آئے اور افسانے کے متن کی بہتر فہم حاصل ہونے کی وجہ سے بہتر ذخیرۂ الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے جواب تحریر کیا۔ طلبہ نے جملوں میں ربط وتسلسل بھی قائم کیا۔

مثال:

موہن کے کردار نے مندرجہ ذیل چیزیں اختیار کر کے سورج پرکاش کی اصلاح
کی۔ ① موہن، پرکاش سے بے حا محبت کرتا تھا جس کی وجہ سے پرکاش کو
بھی موہن سے اُنس ہوگیا تھا۔ ② موہن، ہر صورت میں پرکاش کی بات
مانتا جس سے پرکاش میں یہ تبدیلی آئی کہ اُس نے ہر ایک کو جھٹلانا
چھوڑ دیا۔ ③ موہن، ایک بے ماں کا لڑکا تھا جس کو پرورش کی ضرورت تھی۔
پرکاش چاہتا تھا کہ وہ ایک اچھا لڑکا بنے تو اُس نے اپنی ساری بری عادتیں
چھوڑ دیں۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

کچھ طلبہ سوال کے متن سے ناواقف نظر آئے جس کی وجہ سے انھیں سوال کی فہم حاصل نہ ہو سکی۔ ایسے طلبہ نے یا تو سوال کو ہو بہ ہو نقل کیا یا پھر بے ربط جملوں میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ طلبہ کے جوابات میں ذخیرۂ الفاظ کی کمی واضح طور پر نظر آئی۔ املا اور تذکیر و تانیث کی غلطیوں نے جواب کے تاثر کو مزید کم کر دیا۔ کچھ طلبہ نے سورج پرکاش کی شرارتوں کی تفصیلات تحریر کیں اور موہن کی وجہ سے اس میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا جب تذکرہ کرنا شروع کر دیا تو انھیں جگہ نہ ملی اور وہ اصل جواب دی گئی سطور میں نہ لکھ سکے۔

مثال:

(1) سورج پرکاش ہے نا ہموار شخصیت موہن نے بتایا کہ اس جگہ پر
انسان جاسکتے ہیں وہاں رہ سکتے ہیں گھوم سکتے ہیں اور گھر بھی بنا
سکتے ہیں۔
(2) موہن نے بتایا کہ وہاں اوکسیجن بھی ہے
(3) موہن نے بتایا کہ وہاں رہ بھی سکتے ہیں اور
ہر چیز کر سکتے ہیں۔

تجاویز:

- ❖ اساتذہ کو چاہیئے کہ طلبہ کو اسباق میں موجود مختلف کرداروں کے بارے میں اپنی تنقیدی رائے فراہم کرنے کا موقع دیں تا کہ کرداروں سے ان کی مکمل واقفیت ہو جائے۔
- ❖ اسباق سے مختلف سوالات تیار کر کے طلبہ کی فہم میں مدد دی جا سکتی ہے۔
- ❖ دی گئی مخصوص سطور کے اندر جوابات لکھنے کی مشق کمرۂ جماعت میں کرائی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر2 :

(الف) آپ کے نصاب میں شامل نظم 'صبح کا منظر' کس ہیئت (ساخت) میں لکھی گئی ہے؟ نیز اس نظم کے شاعر کا نام تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جس نے ہیئت 'مسدس' کی درست نشاندہی کی۔ بہتر جوابات میں طلبہ نظم کے پس منظر، صنف اور ہیئت کے بیچ فرق کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔ طلبہ نے نہ صرف ہیئت کی نشاندہی کی بلکہ سوال کے دوسرے حصے یعنی شاعر 'میر ببر علی انیس' کا نام بھی درست تحریر کیا۔

مثال:

اس نظم کے شاعر کا نام "میر ببر علی انیس ہے"
نظم "صبح کا منظر" کی ہیئت "مسدس" ہے.

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ نے ہیئت تحریر کرنے کے بجائے نظم میں درج تفصیلات تحریر کیں۔ کچھ طلبہ نے ہیئت اور صنف کے بیچ فرق معلوم نہ ہونے کی بنا پر مرثیہ اور واقعہ کربلا کی تفصیلات تحریر کیں جبکہ کچھ نے صبح کے منظر کو بیان کیا۔ زیادہ تر طلبہ کے لیے نظم کی ہیئت کی اصطلاح نامانوس تھی جس کی وجہ سے وہ سوال کو بہتر طور پر نہ سمجھ سکے۔ درسی کتاب میں شامل ہونے کے باوجود بھی طلبہ کی اکثریت نظم کے متن سے بھی ناواقف نظر آئے۔

مثال:

صبح کا منظر ساعت کے بارے میں لکھا ہے. جب صبح صبح کی
ہوا چلتی ہے تو دل کو بہت سکون ملتی ہے اور دماغ بھی
فریش ہوتا ہے. اور جو صبح کی ہوا ہوتی ہے اُسے صبا کہا
جاتا ہے جو مدینہ سے آتی ہے.

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ صنف اور ہیئت کا فرق سمجھنے میں طلبہ کی رہنمائی کریں۔
- درسی کتاب میں شامل نظموں کی ہیئت، موضوع اور صنف کی نشاندہی کے لیے طلبہ کو مختلف سرگرمیوں کے ذریعے سوچنے کے مواقع دیے جائیں۔
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ نظموں کے موضوعات اور مرکزی خیال سمجھنے میں طلبہ کی مدد کی جائے۔

سوال نمبر2 :

(ب) سوچتا رہتا ہوں کب میرے وظیفے کی طرح
اُس کی بد حالی کا آتا ہے حکومت کو خیال

i۔ درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟

ii۔ اُس اصطلاح کی تعریف لکھیے۔

iii۔ وہ کون سا لفظ ہے جس سے آپ نے علمِ بیان کی اصطلاح کی نشان دہی کی؟

iv۔ درج بالا شعر کس شاعر کا ہے؟۔

نوٹ: طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کے چاروں حصوں کے بہتر جوابات تحریر کیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے علم بیان کی اصطلاح ' تشبیہ ' کی درست نشاندہی کی، اصطلاح کی تعریف لکھی اور اصطلاح " تشبیہ " کے لیے جو مخصوص لفظ 'کی طرح' استعمال کیا گیا تھا، اس کی بھی درست نشان دہی کی۔ شاعر محمود سرحدی کا نام بھی طلبہ کی اکثریت نے درست لکھا۔

مثال:

(i) درج بالا شعر علم بیان کی قسم "تشبیہ" سے تعلق رکھتا ہے۔
(ii) دو یا دو سے زیادہ مشترک خصوصیات کی بنا پر ایک اسم کو دوسرے اسم سے ملایا جائے تشبیہ کہلاتا ہے۔
(iii) لفظ "طرح" وہ لفظ ہے جس سے میں نے یہ نشاندہی کی کہ یہ شعر تشبیہ ہے۔
(iv) درج بالا شعر "محمود سرحدی" کی شاعری سے لیا گیا ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی رہی جس نے سوال کے کسی ایک حصّے کا بھی درست جواب تحریر نہیں کیا۔ اصطلاح کا نام، اصطلاح کی تعریف اور اصطلاح کی نشاندہی کرنے والے لفظ کے ساتھ ساتھ شاعر کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ اصطلاحات سے متعلق ذخیرۂ الفاظ کی کمی کے سبب طلبہ سوال کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے۔ کچھ طلبہ نے شعر کی تشریح لکھی یا پھر شعر کے کلیدی ذخیرۂ الفاظ کی مدد سے اپنے خیالات کا بے ہنگم انداز میں اظہار کیا۔

مثال نمبر1:

(i) سوچتا رہتا ہوں کب میرے وظیفے کی طرح حکومت کو خیال آئے گا۔
(ii) اس اصطلاح کی تعریف یہ ہے کہ میں سوچتا رہتا ہوں کہ کب میرے خواب پورے ہوں گے اور کب حکومت کو خیال آئے گا میرا
(iii) وہ لفظ دہ رہتی ہیں سوچنا، وظیفہ، حکومت، ہیں ان سے علم بیان کی اصطلاح کی نشانی کی۔
(iv) یہ شعر علامہ اقبال کا ہے اور علامہ اقبال نے اس شعر کو لکھا۔
سوچتا رہتا ہوں کب میرے وظیفے کی طرح
اس کی بڑھانی کا آتا ہے حکومت کو خیال

مثال نمبر2:

اس شعر میں وظیفے ہی ایک ایسی الفاظ ہے جس میں
علم بیان کیا ہے اس اصطلاح کی تعریف یہ ہے
کہ کوئی بھی وظیفہ جو کسی بھی اسکول یا گھر سے
حکومت کو لکھا گیا ہو اسے وظیفے کہتے ہیں۔ وظیفے
ہی ایسی لفظ ہے جس سے میں نے علم کی نشان دہی
کی اس شعر کے شاعر کا نام سجاد حیدر یلدرم ہے

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ علم بیان کی اصطلاحوں کی تدریس اطلاقی درجے کو پیشِ نظر رکھ کر کریں۔
- طلبہ کو مختلف متون سے علم بیان کی اصطلاحات کی نشاندہی کرنے کو کہا جاسکتا ہے اور گہرے تفہیمی سوالات مثلاً 'کیوں' اور 'کیسے' وغیرہ کی مدد سے بہتر فہم میں مدد دی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر2 :

(ج)

اُسی نُور سے دفع ظلمت ہوئی
سرافراز ایماں سے خلقت ہوئی

درج بالا شعر کی تشریح کیجیے۔

نوٹ: مجموعی طور پر اس سوال کے لکھے گئے جوابات کا تاثر بہتر نظر آیا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے شعر کی تشریح درست انداز میں کی اور دونوں مصرعوں میں موجود پیغام کو وضاحت سے لکھا۔ نعت کا حوالہ دیتے ہوئے نبیؐ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے کے جہاں کے مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے لوگوں کا ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کا تذکرہ کیا۔ بہتر جوابات میں بھی املا کی اغلاط ایک یا دو کے تناسب سے موجود تھیں۔

مثال:

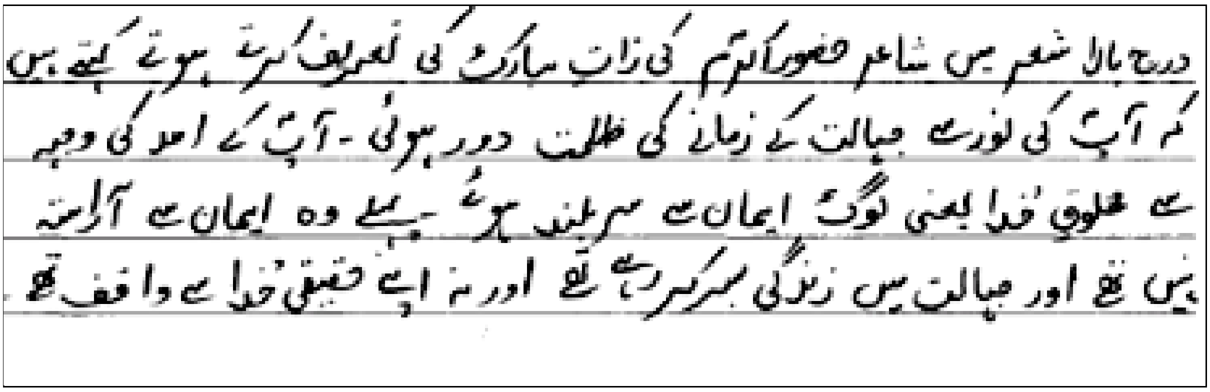
درج بالا شعر میں شاعر حضورِ اکرمؐ کی ذاتِ مبارکؐ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپؐ کی نور سے جہالت کے زمانے کی ظلمت دور ہوئی۔ آپؐ کے اعلا کی وجہ سے مخلوقِ خدا یعنی لوگ ایمان سے سربلند ہوئے۔ پہلے وہ ایمان سے آراستہ نہیں تھے اور جہالت میں زندگی بسر کر رہے تھے اور نہ اپنے حقیقی خدا سے واقف تھے

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ شعر کے متن سے ناواقف نظر آئے اور ایسا تاثر دیا کہ انھوں نے دیے گئے شعر کو پہلی مرتبہ پڑھا ہو اور جو بھی ذہن میں آیا اسے لکھ ڈالا۔ تشریح طلبہ کے جوابات میں تشریح کے بجائے مفہوم کا رنگ نظر آیا۔
شعر کی تشریح مبہم انداز میں کی گئی۔ بعض طلبہ نے دیا گیا شعر ہی بطور تشریح نقل کر دیا ہے۔ جس کی اہم وجہ طلبہ کی نظم کے موضوع سے عدم واقفیت قرار دی جا سکتی ہے۔ ذخیرۂ الفاظ کے ساتھ ساتھ جملوں میں ربط و تسلسل کی بھی کمی نے جواب کے تاثر کو کم کر دیا۔

مثال نمبر 1:

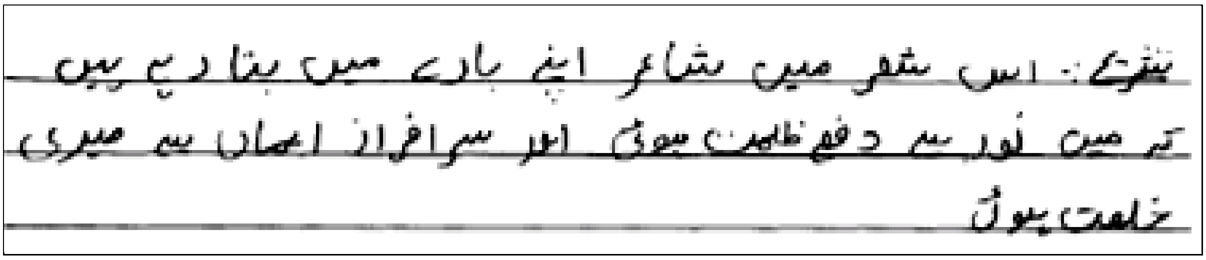
تشریح: اس شعر میں شاعر اپنے بارے میں بتا رہے ہیں کہ میں نور سے دفعِ ظلمت ہوئی اور سرافراز ایماں سے میری خلعت ہوئی

مثال نمبر2:

اس شعر میں شاعر جنگ کے اسرار کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ
دفع کے لیے بھی ہتھیاروں کی ضرورت بھی، انسانوں کو مل کر لڑائیوں
کا مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ اتحاد میں برکت ہے۔ سب مل کر دعوئیں
کرے تو مسئلہ کا حاصل نکل ہی جائیں گا۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ تشریح اور مفہوم کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- تشریح کرتے وقت دونوں مصرعوں میں ربط پیدا کرنے اور بنیادی پیغام سمجھنے میں طلبہ کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

سوال.3:

ایک دفعہ ابنِ انشا ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی میں مقامی استاد سے گفتگو میں محو تھے۔ جب گفتگو اپنے اختتام کو پہنچی تو وہ اُستاد ابنِ انشا کو الوداع کرتے ہوئے یونیورسٹی کے باہری لان تک چل پڑا۔ ابھی یونیورسٹی کی حدود میں ہی تھے کہ دونوں باتیں کرتے کرتے ایک مقام پر کھڑے ہوگئے۔ اُس دوران ابنِ انشا نے محسوس کیا کہ پیچھے سے گزرنے والے طلبہ اُچھل اُچھل کر گزر رہے ہیں۔ باتیں ختم ہوئیں تو ابنِ انشا اجازت لینے سے پہلے یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکے کہ "محترم! ہمارے پیچھے سے گزرنے والا ہر طالب علم اُچھل اُچھل کر کیوں گزر رہا ہے؟ اِس کی کوئی خاص وجہ؟" ٹوکیو یونیورسٹی کے استاد نے بتایا: "سورج کی روشنی سے ہمارا سایہ ہمارے پیچھے پڑ رہا ہے اور یہاں سے گزرنے والا ہر طالب علم نہیں چاہتا کہ اُس کے پاؤں اُس کے استاد کے سائے پر پڑیں۔ اِس لیے ہمارے عقب سے گزرنے والا ہر طالب علم اُچھل اُچھل کر گزر رہا ہے"۔ یہ قوم کیوں نہ ترقی کرے۔ ہمارے معاشرے میں تو استاد کا احترام اُس کے گریڈ اور عہدے سے منسلک ہے۔

ترقی یافتہ ممالک اور پاکستان میں اساتذہ کے مقام کو ذہن میں رکھتے ہوئے اوپر لکھے ہوئے واقعے پر تبصرہ کیجیے۔

نوٹ: مجموعی طور پر اس سوال میں طلبہ کی کارکردگی بہتر تھی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے ایک اچھی اور موثر تمہید لکھی۔ واقعے پر تبصرہ لکھتے ہوئے ترقی یافتہ ممالک اور پاکستان میں استاد کے احترام سے متعلق حقائق کو مدِ نظر رکھا۔ نیز ایک بہتر تبصرہ نگار کے طور پر دیے گئے متن کے حوالے سے اپنے جذبات واحساسات کا بھی اظہار کیا۔ ذخیرۂ الفاظ میں کم از کم تین بہتر نکات موضوع کی مناسبت سے لکھے۔ اسی طرح اپنی تحریروں میں ربط و تسلسل بھی رکھا، مواد کو بہتر انداز میں تحریر کیا اور خیالات کو

اختتامی شکل دیتے ہوئے استاد کی قدر و منزلت دو سے تین جملوں میں بیان کی ۔ بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں، اُن میں طلبہ نے دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال کیا۔

مثال:

ترقی یافتہ ممالک اسی لیے اتنی ترقی کرتے ہیں کہ وہاں کہ اساتذہ
کو اتنا احترام اور عزت دی جاتی ہے کہ چاہے وہ جس عہدے پر بھی
ہوں ۔ یہی تو ترقی یافتہ ملکوں کا راز ہے ۔ ایسی قومیں کیوں نہ
ترقی کریں جہاں اساتذہ کے سامنے پر بھی قدم پر رکھنا گناہ کبیرہ
مانا جائے ۔ اس کے مقابلے میں اگر پاکستان کا حال دیکھا جائے تو یہاں تو
صرف اساتذہ کے عہدے اور گریڈ پر ہی ان کو عزت دی جاتی ہے ۔
کہ جتنی ایک استاد کی حیثیت ہے اتنا ہی اسکو احترام اور
عزت جائے ۔ ایسی قومیں کبھی ترقی نہیں کرسکتیں جہاں اساتذہ
کے بجائے ان کے مقام اور حیثیت پر نظر رکھ کر ان کا احترام
کیا جائے ۔ قوموں کی ترقیوں میں اساتذہ کا اہم کردار ہوتا
ہے ۔ اگر یہ انسان دوسرے لوگوں اور اساتذہ کی
بڑائی اور عہدے کے بجائے ان کو اپنے سے بڑا اور استاد سمجھ
کر ہی عزت اور ادب کرے تو وہ ملک و قوم کیونکہ ترقی کی طرف
چل نہ ہو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے اساتذہ کا ادب کریں کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کا اہم حصہ ہے

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

تبصرہ نگاری کے دوران بعض طلبہ نے تمام مواد سوالنامہ میں سے اٹھا کر نیچے تحریر کر دیا اور صرف ایک مبہم جملے سے تبصرے کے جواب کا اختتام کر دیا۔ جس کی بنیادی وجہ کلمۂ امر تبصرہ سے ناواقفیت تھی۔ طلبہ نے سوال کو سطحی طور پر پڑھا جس کی وجہ دیے گئے موضوع پر اپنے خیالات کو بیان نہ کر سکے۔ طلبہ کی تحریروں میں ذخیرۂ الفاظ کی واضح طور پر کمی دیکھی گئی۔ املا اور خصوصاً لفظوں کے صحیح ہجوں سے طلبہ ناواقف نظر آئے۔

مثال نمبر1:

اس واقعے میں ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ انشا کو ٹوکیو کی ایک
یونیورسٹی میں استاد کا احترام کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ
میں طلبہ اچھل اچھل کر چلتے ہیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ ان
کا پاؤں اُن کے محترم استاد کے سایہ پر پڑے کیونکہ سورج کی
روشنی کی وجہ سے اُن کے سامنے آ رہا تھا۔
ترقی یافتہ ممالک میں استاد کا احترام بہت ہی اچھے انداز
میں کیا جاتا ہے۔ وہ نہیں کرتے کہ یہ صرف یونیورسٹی کا استاد
ہے تو صرف اس کا احترام کرنا بلکہ وہ یہ سوچتے ہیں کہ استاد کہیں
سے بھی اور کیا کا بھی استاد، استاد ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں
استاد کو کورٹ نہیں لایا جاتا ہے۔ لیکن پاکستان جیسے ممالک میں
استاد کا احترام صرف نام کا رہ گیا ہے۔ یہاں استاد کا احترام
اس کے گریڈ اور عہدے کو دیکھ کر کیا جاتا ہے یہی لوگ یہ نہیں
سوچتے استاد کا کوئی گریڈ نہیں ہوتا جس نے ایک لفظ بھی سکھایا وہ
اس کا استاد ہے۔

مثال نمبر2:

ایک دفعہ ابن انشا ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی میں ادھیڑ استاد کے ساتھ
گفتگو میں مصروف تھے جب گفتگو اختتام کو پہنچی تو وہ استاد ابن
انشاء کو الوداع کہتے ہوئے ایک مقام تک پہنچے۔ ابن انشاء نے محسوس
کیا کہ وہاں سے پیچھے سے گزرنے والے طالب علم اچھل اچھل کر
گزر رہے ہیں۔ گفتگو ختم ہوئی تو استاد جانے لگے۔ ابن انشاء
یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے استاد سے کہا کہ ہمارے
پیچھے سے گزرنے والے طالب علم اچھل اچھل کر کیوں گزر رہے ہیں
اس کی کوئی خاص وجہ ہے کیا؟ ~~استا~~ استاد نے کہا کہ سورج
سامنے ہونے کی وجہ سے ہمارے سایہ پیچھے پڑ رہا ہے۔ طلباء
ہمارے سائے کو پھلانگ کر گزر رہے ہیں تاکہ استاد
کے سائے پر پاؤں پڑنے کی وجہ سے استاد کے احترام میں کمی
واقع نہ ہو جائے۔ اس لیے ہمارے پیچھے سے گزرنے والا ہر طلباء اچھل
اچھل کر گزر رہا ہے۔ یہ قوم ترقی کیوں نہ کرے۔ ہمارے معاشرے
میں استاد کا احترام اس کے گریڈ اور عہدے سے منسلک ہوتا ہے۔

تجاویز:

- اساتذہ بچوں کو تبصرہ نگاری کا صحیح طریقہ اور ان کی ذاتی رائے دینے کا موقع جماعتی بنیاد پر فراہم کر سکتے ہیں۔
- چھوٹے چھوٹے معاشرتی مسائل پر بحث و مباحثے سے یہ صلاحیتیں پروان چڑھ سکتی ہیں۔
- طلبہ کو اپنی رائے کے اظہار کی نشاندہی کرنے والے جملوں پر مشتمل جملوں کی مشق کرائی جائے تا کہ انھیں اپنے خیالات پر مبنی ذاتی رائے قائم کرنے کے لائق بنایا جاسکے۔

سوال نمبر 4:

پاکستان کے ماہر ڈاکٹر باہر جا رہے ہیں۔۔۔ان کی جگہ کون پُر کرے گا؟ (خبر)۔

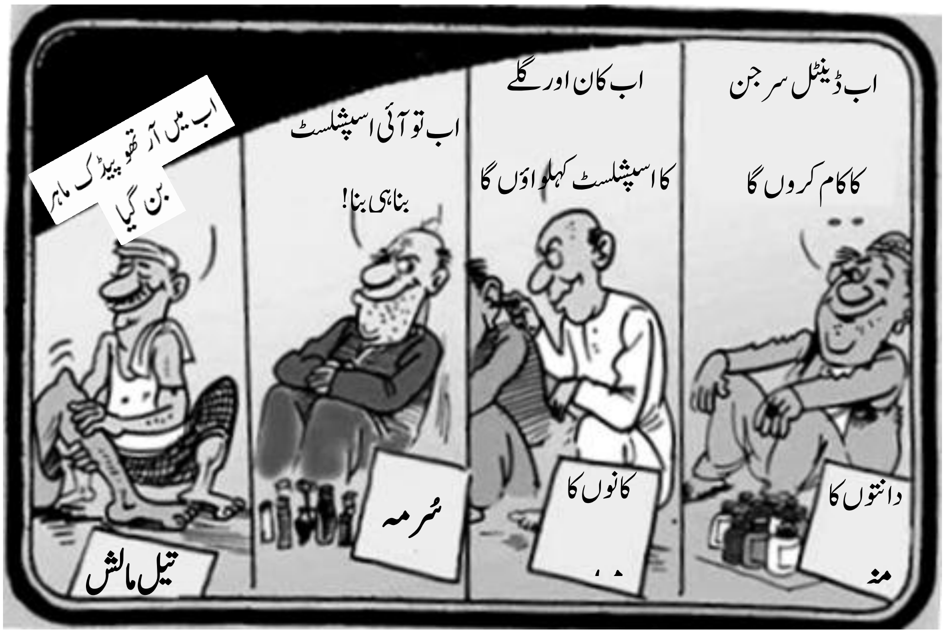

اخبار میں چھپنے والی خبر اور اس پر مبنی تصویری خاکے کے پس منظر میں کہانی یا روداد تحریر کیجیے۔

ہدایات:

1۔ اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔
2۔ دورِ حاضر کے واقعات کو مدِّ نظر رکھیے۔
3۔ طنز و مزاح کی خوبی اضافی سمجھی جائے گی۔
4۔ لکھنے کے لیے جس صنف کا انتخاب کریں اُس پر (✓) کا نشان لگائیے۔

دی گئی تصویر کا مطالعہ کیجیے اور بتائیے کہ ان تمام باتوں کا اثر براہ راست کس پر پڑ رہا ہے؟ نتیجے کی صورت میں **روداد** یا **کہانی** تحریر کیجیے۔

نوٹ:

گزشتہ امتحانی پرچہ جات سے لیا گیا سوال ہونے کے باوجود طلبہ کی اکثریت اس تصویری خاکے کو سمجھتے ہوئے تذبذب کا شکار نظر آئی اور خبر کی واضح موجودگی کے باوجود طلبہ کی کثیر تعداد تصویر سے ربط پیدا نہ کر سکی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں :

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جس نے ذخیرۂ الفاظ کا موزوں استعمال کیا۔ اکثر طلبہ نے موجودہ دور کے حالات و واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہانی یا روداد تخلیق کی۔ طلبہ نے اپنی تحریر کو موزوں عنوان دیا، اچھی تمہید باندھی، طنز و مزاح کا بھرپور استعمال کیا اور اپنی تحریر میں متن سے متعلقہ مواد میں ربط و تسلسل کا خیال رکھا۔ طلبہ نے تحریر کو محاوروں، ضرب الامثال، تشبیہات اور استعارات سے دلکش بنایا اور غلطی سے پاک تحریر یا پھر ایک آدھ غلطیاں کیں۔ اپنے خیالات دو سے تین جملوں میں لکھتے ہوئے تحریر کو اختتامی شکل نہ دی بلکہ نامکمل اور ادھورا چھوڑ دیا۔

مثال:

کہانی / روداد
عنوان :- "ڈاکٹرز بھلے پردیس!!"
آج کل بے ایمانی اور دھوکے بازیاں صرف حکومت نہیں کر رہی ہے بلکہ اب تو ہمارے
عظیم ملک کے عظیم ڈاکٹرز بھی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور عوام کو
اُلو بنانے میں مہارت حاصل کر لی ہے۔ ہمارے یہ عظیم طبیب اب حیاتیات کے
شعبے میں ایم۔بی۔بی۔ایس کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بیوقوف بنانے میں
بھی پی۔ایچ۔ڈی کر چکے ہیں۔ غریب عوام کا تو بیماریوں کے مارے برا
حال ہو گیا ہے۔
اسلم صاحب کا بھی کچھ یوں ہی حال تھا۔ پچھلے دنوں سے ان کے دانتوں کا درد انہیں
کھائے جا رہا تھا مگر ڈینٹسٹ دستیاب نہ تھا۔ اماں جی کی نظر اور کمزور ہو گئی تھی اور پچھلے
ہی دن اپنا چشمہ گما کر سب کو گھر کے جالے لگوانے شروع کر دیے۔ کتنے گھنٹوں کی دوڑ دھوپ
کے بعد معلوم پڑا کہ کب سے اپنے نیچے ہی دبائے بیٹھی تھیں اور بیچارہ چشمہ تو کب کا دم
توڑ چکا تھا۔ بیگم صاحبہ اپنے کان کے درد کے ماتم میں چیخ چیخ کر باقی سب کے کانوں کے
پردے بھی پھاڑ چکی تھیں اور بابا جی بے چارے تو ان کے گھٹنوں کے درد کے نغمے وقفے وقفے
سے سننے کو ملتے ہی رہتے تھے۔ گھر بھر بیمار پڑا تھا اور کیفیت یہ کہ کہیں ایک ڈاکٹر موجود
نہ تھا۔ اور ایسے میں ہسپتال کا چپراسی بھی خود کو ڈاکٹر بنائے پھر رہا تھا۔
اتفاق ایک دن اسلم صاحب کے کان میں خبر پڑی کہ کوئی نیا ڈینٹسٹ علاقے میں آیا ہوا
ہے۔ کام دھام چھوڑ کر فوراً ہوا کی رفتار سے پہنچ گئے ہسپتال پر حاضری دینے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی
اُلٹا تھا پتہ چلا اُن کے ہسپتال پہنچنے سے پہلے تو ڈاکٹر صاحب دبئی پہنچ گئے ہیں۔ غصے کو قابو میں
لا کر کسی طرح چل دیے کہ اماں جی کا چشمہ بنوا لیں مگر کیا دیکھتے ہیں کہ آئی الوجی کے دفتر کے باہر
اپنے بچوں سمیت شرم والے ڈاکٹر صاحب کی کرسی پر بیٹھ ٹانگ پر ٹانگ ڈالے اور سامنے میز
پر شرم کی دکان کو کھولے بیٹھے ہیں جیسے ہر کانی پر جھینگر ناچے۔ اب اسلم صاحب کا
غصہ آپے سے باہر ہو گیا اور وہ آگ بگولہ ہوتے ہوئے واپس چل دیے۔ سڑک پر بیہوش ہو بیٹھے اور ایکسیڈنٹ
کا شکار ہو گئے۔ ان کے گھر والے دوڑے دوڑے آئے۔ خون زیادہ بہنے کے باعث انہیں سرجری کی ضرورت

دکھا دی ہوئی مگر سرجری تو تب ہوتی جب کیس سرجن کا کوئی پتہ ہوتا - بدقسمتی سے اسلم
صاحب اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے - ان کی بیوی آج تک چیخ چیخ کر انصاف مانگتی ہے
مگر انہیں پوچھے گا کون؟ قہر درویش بر جانِ درویش! نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا
ہے کہ ہمارے اپنے ملک کے ڈاکٹرز تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملک میں رہ کر عوام کی خدمت
کرنے کے بجائے اپنی ڈگریوں کی پوٹلی سمیٹ کر ہوا کے گھوڑے پر سوار ملک سے باہر
رواں دواں ہو جاتے ہیں - نہ جانے کتنے اسلم صاحب جیسے کتنے بے قصور لوگوں کی جانیں
ڈاکٹروں کے ہاتھوں بچنے کے بجائے ڈاکٹروں کی مہربانی سے ضائع ہو جاتی ہیں۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد ایسی تھی جو تصویر اور موضوع کو بالکل ہی نہ سمجھ سکی ۔ طلبہ روداد اور کہانی کے اندازِ تحریر سے بھی ناواقف نظر آئے ۔ ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں طلبہ نے املا کی اغلاط بھی کیں۔ طلبہ روداد اور کہانی کے مابین کے فرق کو نہ نبھا سکے ۔ ذخیرۂ الفاظ میں کمی کے باعث تحریر میں جان نہیں تھی۔ خیالات موجود تھے لیکن اظہار کا انداز اچھا نہیں تھا اور جملوں میں ربط و تسلسل کی کمی بھی تھی۔ تذکیر و تانیث کی بھی اغلاط عمومی طور پر کی گئیں نیز طلبہ کی تحریروں میں تلفظ اور ہجے سے متعلق اغلاط بہت نظر آئیں۔

مثال:

عنوان: (مختلف ڈاکٹروں کا کام)
اس تصویر میں مختلف عام ڈاکٹر چیزوں کو
بیچ رہے ہیں سیو نکلے کے پاکستان میں ماہر ڈاکٹر
باہر گئے ہیں۔

یہ لوگ ان کے جگہ کام کر رہے ہیں تاکہ
لوگوں کا کوئی نقصان نہیں ہو رہے ہیں۔
مگر یہ لوگ کمرے میں نہیں بیٹھے ہیں۔
یہ تو سڑک میں بیٹھ کر ان چیزوں کو
بیچ رہے ہیں۔
اس تصویر میں مختلف داویوں کو فروخت
کرتے ہیں۔ مثلاً: کوئی دانتوں کا منجن کرتا
ہے تو کوئی کانوں کا میل تو کوئی سرمے اور
تیل مالش بیچ رہے ہیں۔
اس تصویر میں یہ لوگ ان چیزوں کو اپنے
سامنے رکھتے ہیں تاکہ ان کو بیچ سکے۔
اس تصویر میں ہر کوئی اپنا کام کرتے ہیں۔
اس تصویر میں ایک آدمی کسی اور کے پاؤں
تیل مالش کرتا ہے تاکہ اس کو محنت مزد بنا سکے۔
اس تصویر میں کوئی کہہ رہا ہے کہ میں کام کروں
گا تو کوئی کہہ رہا ہے کہ میں کان اور گلے کا اسپشلسٹ
بنو گا۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ کو پڑھنے کے عمل میں مسلسل مشغول رکھنے کی کوشش کریں تاکہ ان کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو۔
- اساتذہ کمرۂ جماعت میں مختلف سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کی املا کی اغلاط میں کمی لا سکتے ہیں۔ یہ کام طلبہ کو ایک دوسرے کی تحریروں کی جانچ کے مواقع دے کر بھی کیا جا سکتا ہے۔
- مختلف موضوعات پر طلبہ کو لکھنے کا موقع دینے کے لیے تخلیقی تحریر کے مقابلے کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر 5:

ہم تکلیف کے جس مقام پر بھی ہوں، ہم سے آگے ضرور کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ اُنھیں دیکھ کر ہمیں شُکر کی لاٹھی تھام لینی چاہیے تاکہ راستہ سہولت سے کٹ سکے۔

اپنے دوست / اپنی سہیلی کے نام خط لکھیے اور اسے پیغام دیجیے کہ اس بیان میں موجود پیغام کو عام کیجیے تاکہ لوگ چھوٹے چھوٹے مسائل پر رونے کی بہ جائے بڑی نعمتوں کی قدر کریں۔

نوٹ: مجموعی طور اس سوال میں طلبہ کی کارکردگی قدرے بہتر تھی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے غیر رسمی خط کے انداز کو بہتر نبھایا۔ خط کے متن میں موجود بیان کے پیغام کو عام کیا نیز تشکّر اور صبر و رضا کی تلقین کی اور ان خیالات کو مزید لوگوں تک منتقل کرنے کا پیغام دیا۔ خط کے درست اجزا بھی تحریر کیے۔ ذخیرۂ الفاظ کا موزوں استعمال کیا اور دی گئی جگہ کا اچھا استعمال کیا۔ طلبہ نے جملوں میں ربط و تسلسل کو ابتدا سے آخر تک برقرار رکھا اور غلطی سے پاک تحریر لکھی یا پھر صرف ایک آدھ غلطیاں کیں۔

مثال نمبر 1:

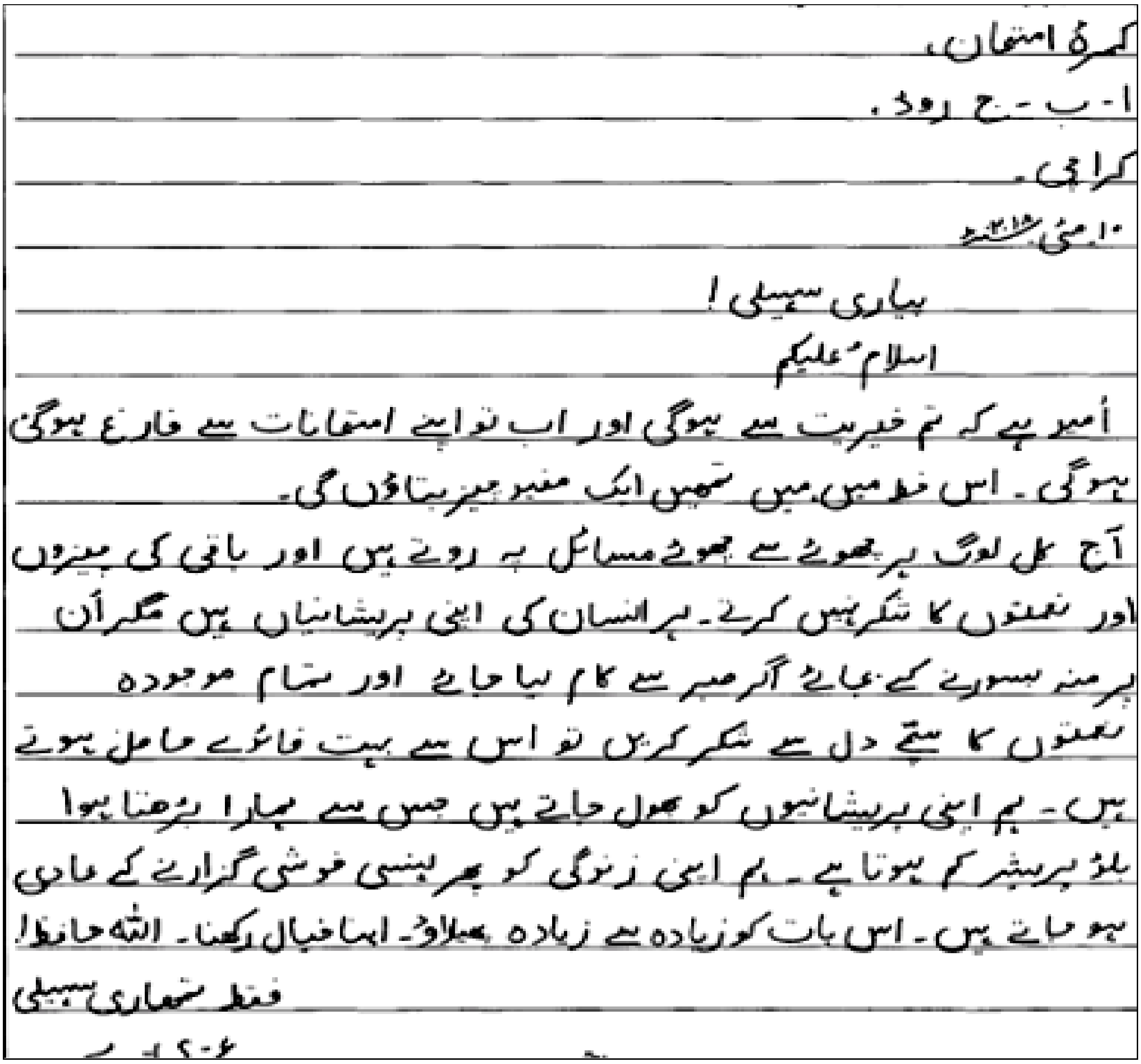
کمرۂ امتحان،
ا۔ب۔ج روڈ،
کراچی۔
۱۰ مئی [illegible]

پیاری سہیلی!
اسلام علیکم
اُمید ہے کہ تم خیریت سے ہوگی اور اب تو اپنے امتحانات سے فارغ ہوگئی ہوگی۔ اس خط میں میں تمھیں ایک مفید چیز بتاؤں گی۔
آج کل لوگ ہر چھوٹے سے چھوٹے مسائل پہ روتے ہیں اور باقی کی چیزوں اور نعمتوں کا شکر نہیں کرتے۔ ہر انسان کی اپنی پریشانیاں ہیں مگر اُن پر منہ بسورنے کے بجائے اگر صبر سے کام لیا جائے اور تمام موجودہ نعمتوں کا سچے دل سے شکر کریں تو اس سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ہم اپنی پریشانیوں کو بھول جاتے ہیں جس سے ہمارا بڑھتا ہوا بلڈ پریشر کم ہوتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کو پھر ہنسی خوشی گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اس بات کو زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ۔ اپنا خیال رکھنا۔ اللہ حافظ!
فقط تمھاری سہیلی
[illegible]

مثال نمبر2:

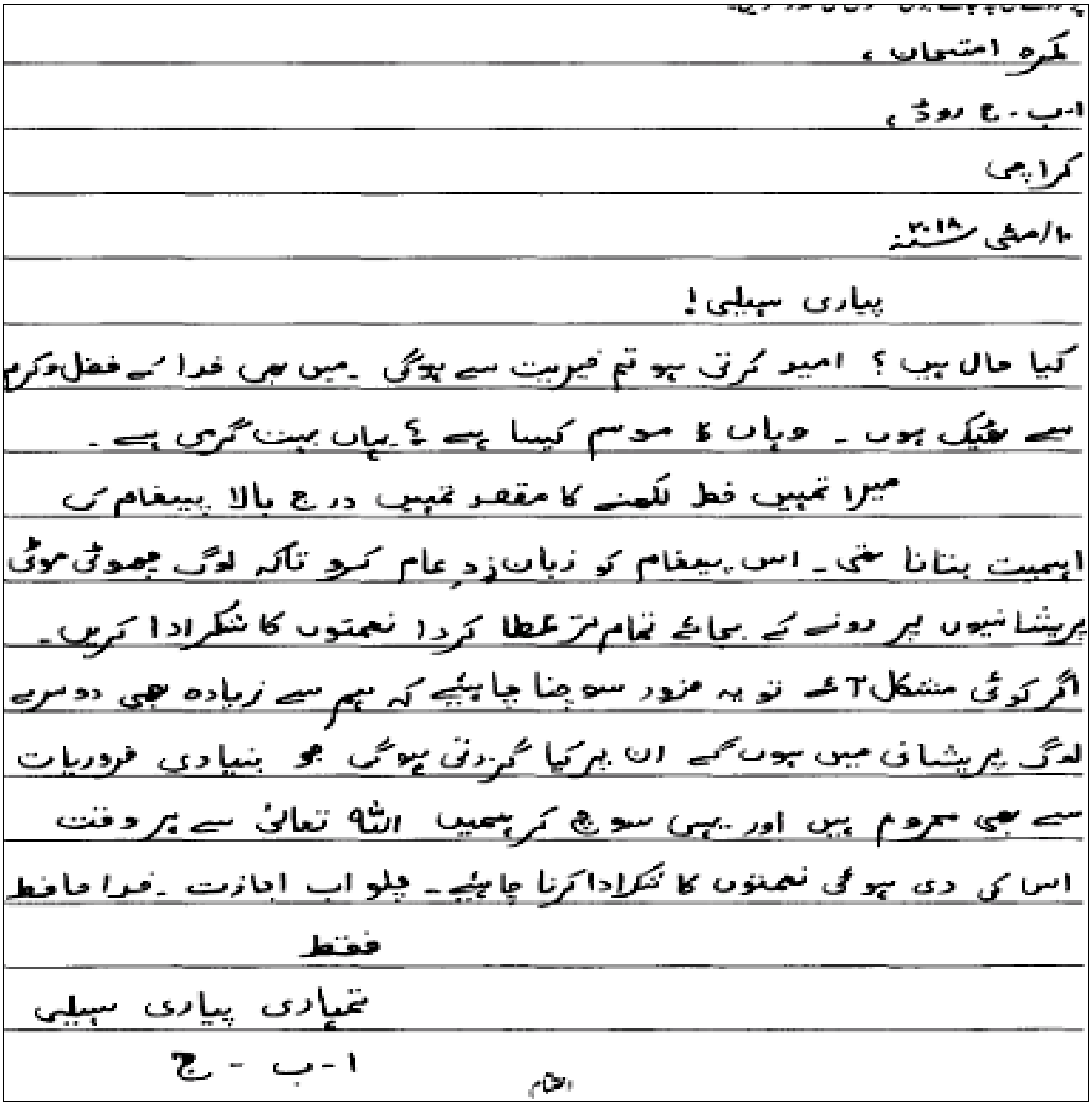

کمرہ امتحان ،
ا-ب-ج روڈ ،
کراچی
۱۰/مئی ۲۰۱۸ء

پیاری سہیلی !

کیا حال ہیں ؟ امید کرتی ہو تم خیریت سے ہوگی ۔میں بھی خدا کے فضل وکرم سے ٹھیک ہوں ۔ وہاں کا موسم کیسا ہے ؟ یہاں بہت گرمی ہے ۔

میرا تمہیں خط لکھنے کا مقصد تمہیں درج بالا پیغام کی اہمیت بتانا تھی ۔ اس پیغام کو زبان زدِ عام کرو تاکہ لوگ چھوٹی موٹی پریشانیوں پر رونے کے بجائے تمام تر عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کریں ۔ اگر کوئی مشکل آئے تو یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ ہم سے زیادہ بھی دوسرے لوگ پریشانی میں ہوں گے ان پر کیا گزرتی ہوگی جو بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہیں اور یہی سوچ کر ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیئے ۔ چلو اب اجازت ۔خدا حافظ

فقط
تمہاری پیاری سہیلی
ا - ب - ج

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

کچھ طلبہ کی تعداد ایسی تھی جن کی مثالوں میں بنیادی نقصخط کے خاکے میں تھا۔ خط کو خط کے انداز میں لکھنے کی بجائے سادہ سی تحریر کا رنگ دیا ۔ غیر رسمی خط کے تناظر میں بے تکلفانہ انداز کو نہیں اپنایا گیا ، قواعد کی اغلاط بھی کی گئی تھیں ۔ القاب و آداب کا استعمال درست نہیں کیا گیا۔ خط کے آخر میں کچھ طلبہ نے اپنا نام اور اسکول کا نام بھی لکھا۔ بعض خطوط میں نفسِ مضمون میں ربط ہی نہیں تھا۔ اکثر جوابات میں خط کا اختتامیہ موجود نہیں تھا۔

مثال نمبر1:

ہم تکلیف کے جس مقام میں بھی ہوں اور ہم سے آگے بھی
لوگ ضرور ہوں گے ہمیں اُن کی قدر بھی کرنی چاہیے تاکہ
اگر ہم کوئی تکلیف میں پڑ جائے تو وہ ہماری خدمت کر سکے
اور جیسے بھی مسائل ہوں وہ تک تاکہ وہ حل کریں
اس سے ہمیں چاہیے کہ جب ہم تکلیف میں پڑ جیتے ہے تو
اور وہ لوگ جو ہم سے آگے ہوتے ہے اُن کی احترام کرنی
چاہیے. میرا پیارا دوست کیا حال ہے کافی دنوں سے آپ
سے نہیں ملا ہوں نہیں کچھ خبر ہے نہ کوئی پتا. اب تین دن
ہو گے. آپ نے مجھے کہا تھا کہ مزید تین دنوں بعد آپ
کے سکول بند ہو جائے گا اور گرمیوں کی تعطیلات
ہو گے. تو میں آپ کو انوائیٹ کرتا ہوں کہ آپ
اپنے گرمیوں کی چھٹیاں ہمارے ساتھ گزار دو گے. اور
مجھے یہ بتاؤ کہ اب کب یہاں آ رہے ہیں میں
آپ کی ویٹ کرتا ہوں پلیز جلدی آنا.

مثال نمبر 2:

امپنانی حال

تاریخ دس، مئی 2018

پیارے دوست

السلام علیکم، امید ہے کے آپ خیریت سے ہوگے۔ میں
نے یہ خط آپ کو اس لیے لکھی ہے کہ جب ہمارے یہاں
چھوٹے چھوٹے مسائل ہوتے ہیں تو ان لوگوں کو بہت
تکلیف ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے یہ خط اچھے آپ
کے لیے لکھا کہ آپ یہ بات اپنے گاؤں میں بتیں
کے ہم کو چھوٹے چھوٹے مسائل پر رونے کی بجائے بڑی
نعمتوں کی قدر کریں اس لیے کے اللہ نے ہم کو پیدا کی
اور بہت سے نعمتوں بھی دی اس۔ ہم کو ان کی قدر
کرنا چاہیے۔

آپ کا پیارا دوست

تجاویز:

- ❖ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو غیر رسمی خط کے اجزا اور خط کے متن کی مشق کرائیں۔
- ❖ مختلف تخلیقی موضوعات پر خط لکھنے کی سرگرمیوں کو اپنی تدریس کا حصہ بنائیں۔
- ❖ طلبہ کی تحریروں کو موثر بنانے کے لئے تشخیصی جائزہ کے ذریعے کمزوریوں کی نشاندہی کرنے اور اس کے بعد مسلسل جائزے کے ذریعے طلبہ کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔